



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

## حنفی نماز جنازہ

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان، خلیفہ مفتی اعظم ہند  
حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرمہ میں مندرجہ ذیل ای میل  
ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

**إِسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**  
**رَحْمَدُهُ وَنُصْلِي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ**

اما بعد! احناف جب جنازہ میں دعا پڑھتے ہیں تو غیر کہتے ہیں یہ بدعت ہے حالانکہ معاملہ بر عکس ہے۔ وہ یہ کہ جنازہ میں فاتحہ کا پڑھنا بدعت ہے اور احناف کی دعائیں مقلدین نے حسب عادت نمازِ جنازہ میں اختلاف کیا ہے کہ نمازِ جنازہ میں فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور یہ احناف جو دعائیں احادیث سے ثابت ہے فقیر اس رسالہ میں ہر دونوں کو متفق و مدلل کرتا ہے۔

**مؤقت احناف:** احناف کے نزدیک نمازِ جنازہ میں صرف قیام اور چار تکبیروں کا پڑھنا فرض ہے۔ ان کے علاوہ نیت اور پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، دوسری تکبیر کے بعد حضور ﷺ پر درود شریف، تیسرا تکبیر کے بعد میت کے حق میں دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے ان میں سے کسی چیز کا پڑھنا فرض نہیں۔ ثناء، درود اور دعا یہ سب مستحب (پسندیدہ عمل) ہے۔ نمازِ جنازہ میں ثناء، درود یادِ دعا کو کسی خاص الفاظ سے پڑھنے کا حدیث میں حکم نہیں۔ احادیث شریفہ میں واردِ جن کلمات سے بھی ثناء، درود اور دعا پڑھ لی جائے گی۔ چنانچہ امام ابن ابی شیبہ اپنی مصنفہ میں روایت کرتے ہیں۔

## احادیث مبارکہ

(1) عن جابرٍ، قَالَ: «مَا يَأْخُذُ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَبُو بَكْرٍ، وَلَا عُمَرُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ إِشْرِيعٌ»<sup>(1)</sup> (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 110، جلد 4)

**ترجمہ:** حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ میں پڑھنے کے لئے کسی چیز کو مشتعین (لازم) نہیں فرمایا۔

(2) عَنْ عَمِّرٍ وَبْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا عَلَى شَيْءٍ فِي أَمْرِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ»<sup>(2)</sup>

<sup>(1)</sup> (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروفة مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، باب من قال ليس على الميت دعاء موقت في الصلاة عليه وادع بما بدا لك، الجزء 2، الصفحة 489، الحديث 11367، مكتبة الرشد الرياض)

<sup>(2)</sup> (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروفة مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، باب من قال ليس على الميت دعاء موقت في الصلاة عليه وادع بما بدا لك، الجزء 2، الصفحة 489، الحديث 11368، مكتبة الرشد الرياض)

یعنی حضور ﷺ کے تیس صحابہ سے روایت ہے کہ نمازِ جنازہ میں پڑھنے کے لئے کوئی چیز متعین (لازم) نہیں ہے۔

(3) عَنْ عُمَرَ بْنِ حُدَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّداً عَنِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ، فَقَالَ: «مَا نَعْلَمُ لَهَا شَيْئاً مُوْقَتاً أَدْعُ بِأَحْسَنِ مَا نَعْلَمُ»<sup>(3)</sup> (ایضاً)

یعنی عمران بن جریر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد ﷺ سے نمازِ جنازہ کے بارے میں پوچھا وہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی چیز متعین (لازم) نہیں جو اپنے کلمات ہوں ان سے دعا مانگو۔

اس تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ غیر مقلدین کا نمازِ جنازہ میں خاص شناہ، درود اور دعا کا تعین کرنا قطعاً باطل (غلط) اور احادیث صریحہ ( واضح ) کے خلاف ہے۔

آج کل جن عبارت (کلمات) کے ساتھ شناہ، درود اور دعا کا عام رواج ہو گیا ہے ان کے ساتھ تخصیص (خصوصیت کے ساتھ) اور تعین (لازم ٹھہرانا) احتفاظ کی کسی مُشتمل کتاب میں موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین بھی اس سلسلہ میں کوئی حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔ جن عبارت کے ساتھ آج کل نمازِ جنازہ میں شناہ، درود اور دعا پڑھی جاتی ہے کتب احادیث میں ان عبارتوں کا ثبوت تفصیل سے ترتیب وار فقیر عرض کرتا ہے۔

**نیت:** زمانہ رسالت ﷺ سے پچھلی صدی تک دل سے نیت کی جاتی۔ دین میں کامل و سستی کے غلبہ (زیادتی) سے علماء کرام نے زبان سے نیتِ زبانی کا حکم صادر (حکم جاری) فرمایا تاکہ إقرار باللسان (زبان سے اعتراف) و تصدیق بالقلب (دل سے رضامندی) کے مطابق عمل ہو جائے۔ گویا یہ بدعتِ حسنة (اپنی بدعت) کے زمرة (گروہ) میں شامل ہو کر إستحباب (مستحب کی جمع، پسندیدہ اعمال) کا درجہ پایا اس سے نہ کسی کو اختلاف ہوا اور نہ ہے۔ (سوائے غیر مقلدین)

**انتباہ:** اس قسم کی بدعتات حسنة بیشمار ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "بدعت ہی بدعت"۔

**فائده:** اکثر علاقوں میں نیتِ زبانی امام صاحب یا کوئی اور صاحب کہلواتے ہیں۔

"نیت کرتا ہوں میں نمازِ جنازہ کی چار تکمیریں نمازِ جنازہ فرض کفایہ، شاء اللہ تعالیٰ اور درود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے اور دعا اس حاضر میت کے لئے منہ قبلہ کی طرف پیچھے اس امام کے"۔

یہ بھی مستحسن امر (اچھا عمل) ہے کیونکہ نمازِ جنازہ میں شامل اکثریت جاہلوں اور بے خبروں کی ہوتی ہے ان کی سہولت کے لئے مذکورہ بالا الفاظ دہرانے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

**انتباہ:** وہابیوں دیوبندیوں کی عادت ہے کہ جو امر (عمل) صراحتہ ( واضح طور) حضور ﷺ سے ثابت نہ ہو وہ اسے بدعت کہتے ہیں یہ ان کا جاہلانہ سوال ہے۔ اس لئے کہ بیشمار امور مستحب (اچھے اعمال) ہیں جو قواعد شرعیہ (دین کے اصولوں) سے ثابت ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "حقیق البدعة"۔

<sup>(3)</sup> (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروفة مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الدعاء، باب من قال: ليس على البيت دعاء موقت، الجزء 6).

الصفحة 100، الحديث 29793، مكتبة الرشد الرياضي

**ثناء:** آحاد یہ میں ثناء کے لئے متعینہ (طے شدہ) کلمات درج ہیں۔ ان میں سے کوئی ثناء پڑھ لی جائے تو جائز ہے۔ علامہ ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کلام یہ ہے کہ بندہ کہے،

**سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔**

(فتح القدیر، جلد 1، صفحہ 202)

اور حافظ ابو شجاع نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

**جلَّ ثناءُكَ** کے جملہ کو غیر مُقدِّمین وَهابیہ نے بدعت کے کھاتہ میں ڈال دیا ہے حالانکہ یہ جملہ حدیث شریف سے ثابت ہے لیکن جو حدیث ان کے مقصد کی نہ ہو اس کا وہ انکار کردیتے ہیں تو دراصل حدیث بھی ہے۔

علاوه ازیں اصول اسلامی کے مطابق بھی یہ کلمہ نماز جنازہ مستحسن ہے تاکہ فرض عین (سب پر لازم فرض یعنی نماز) و فرض کفایہ (ایسا فرض جو کسی ایک کے ادا کرنے سے بقیا مسلمانوں پر لازم نہ آئے) کے مابین (درمیان) امتیاز (فرق) ہو اور اضافی کلمات کے لئے شرعاً اجازت بھی ہے اور اس کی نظیر (مثال) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی منقول ہے۔ اسی قاعدہ پر مشائخ نے حدیث کے الفاظ **جلَّ ثناءُكَ** بڑھائے ہیں جیسا کہ اذان کے بعد کی دعا میں **والدرجة الرفيعة اور ارزقنا شفاعة يوم القيمة** بڑھایا جاتا ہے۔

اسی طرح درود ابراہیمی میں مشائخ حدیث نے **وصلیت و بارکت و رحمت و ترحمت** بڑھائے ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے اور ادو و ظائف میں چند الفاظ بڑھانے میں کچھ حرج نہیں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ تلبیہ حج کے کلمات میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر لوگوں نے آپ ﷺ کے روبرو (سامنے) ہی چند الفاظ بڑھائے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ قرآن کریم، سورہ حشر، آیت نمبر 7 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، **وَ مَا أَنْكُمْ الرَّسُولُ فَخُدُوْهُ وَ مَا أَنْهُكُمْ عَنْهُ فَإِنْتُهُوَا**

یعنی اور رسول ﷺ جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں تو تم باز رہو (رک جاؤ)۔

سنن ابو داؤد جلد 1 صفحہ 182 پر ہے، **حَدَّثَنَا الْقَعْنَيْيٰ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْنِكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْنِكَ لَبَّيْنِكَ لَبَّيْنِكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ**۔ قال: **وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَرِيدُ فِي تَلْبِيَتِهِ لَبَّيْنِكَ لَبَّيْنِكَ، لَبَّيْنِكَ وَسَعَدَيْكَ، وَالْخَيْرُ يَبَدِيْكَ، وَالرُّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ**۔<sup>(5)</sup>

دوسری حدیث یہ ہے جس سے ثابت ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ کے کلمات پر چند کلمات اپنی طرف سے بڑھائے تھے مگر آپ نے ان کو کچھ نہیں فرمایا۔

<sup>(4)</sup> (فتح القدیر، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الجزء 1، الصفحة 289، دار الفكر)

<sup>(5)</sup> (سنن ابی داؤد، کتاب المذاک، باب کیف التلبیۃ، الجزء 2، الصفحة 1812، الحدیث 162، المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت)

چنانچہ حدیث میں ہے، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، حَدَّثَنَا أَبِي. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَهُلُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ التَّلْبِيَةَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَالنَّاسُ يَزِيدُونَ «ذَا الْمَعَارِجِ» وَتَخْوَهُ مِنَ الْكَلَامِ وَالْتَّبَيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ فَلَا يَقُولُ لَهُمْ شَيْئًا<sup>(6)</sup>

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھ کر تلبیہ پڑھا اس کے بعد وہی روایت ہے جو اپر مذکور ہے اور لوگوں کی عادت تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے اعلیٰ شان کلمات کی اضافہ کرتے تھے۔ حضور ﷺ سن کر کچھ نہ فرماتے ان معنی پر بھی جل ثناء کے اضافہ ہوا۔

**درودشریف:** درودشریف پڑھنے کے لئے بھی احادیث پاک میں متعدد (بہت زیادہ) صینے (کلمات) مذکور (لکھے ہیں) ہیں ان میں سے کوئی ایک درود پڑھا جاسکتا ہے۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں دوسری تکبیر کے بعد تشهد والا درودشریف (المعروف درود ابراہیمی) پڑھے۔ اگر اس نے اس کے علاوہ کوئی اور درودشریف پڑھا پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ مطلق (محض) درودشریف پڑھنا مقصود ہے۔<sup>(7)</sup>

(المغنى جلد 2 صفحہ 487)

جو درودشریف نمازِ جنازہ میں پڑھا جاتا ہے اس کی عبارت یہ ہے، اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت وسلیت و بارکت و رحمت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حبید مجید۔

اس درود میں سلامت و ترحمت کے الفاظ بھی شامل ہیں جن کی وجہ سے غیر مقلدین سمجھتے ہیں کہ یہ درود شریف حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہے اور یہ الفاظ احادیث سے ثابت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے،

اللَّهُمَّ وَسِّلْمُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ<sup>(8)</sup>

(ابن مسدي، سعادت الدارین صفحہ 231)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: وَارْحَمْ مُحَمَّدا وَالْمُحَمَّدَ كَمَا رَحِمَتْ عَلَى ابراہیم وَ عَلَى ابراہیم انک حبید مجید<sup>(9)</sup> (رواہ ابن جریر، سعادت الدارین صفحہ 230)

ایک اور روایت میں ہے، وَارْحَمْ مُحَمَّدا وَآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ، وَبَارَكْتَ، وَتَرَحَّمْتَ، عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ<sup>(10)</sup> (رواہ الحاکم)

<sup>(6)</sup> سنن ابی داؤد، کتاب المنساک، باب کیف التلبیة، الجزء 2، الصفحة 162. الحدیث 1813. المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت

<sup>(7)</sup> (المغنى لابن قدامة، کتاب الجنائز) مسأله، قائل: (ويكبر الثنائيه، ويصل على النبي صل الله عليه وسلم، كما يصل عليه في التشهيد)، الجزء 3، الصفحة 412، دار عالم الكتب للطباعة والنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية

<sup>(8)</sup> (سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين صل الله عليه وسلم، حرف العين، الصفحة 89، دار كتب العلمية، بيروت، لبنان)

<sup>(9)</sup> (سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين صل الله عليه وسلم، حرف العين، الصفحة 90، دار كتب العلمية، بيروت، لبنان)

اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے: **أَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَى نَبِيِّكُم**<sup>(11)</sup> ترجمہ اپنے نبی ﷺ پر بہترین طریقے سے درود پھجو۔

اور کیا یہ بہترین طریقہ نہیں ہے کہ **إِنْتِصَار** (محترکر کے) کے ساتھ حدیث شریف میں وارد کلمات سلمت رحمت اور بارکت کو درود میں پڑھ لیا جائے۔

**انتباہ:** احناف کے طریقہ جنازہ میں جس درود شریف کے الفاظ مذکور ہیں وہ ہم نے احادیث کی تصریحات (وضاحتون) سے ثابت کر دیئے۔ اس کے باوجود غیر مقلدین کا انکار دو وجہ سے ہے۔ (۱) احناف سے ضد (۲) احادیث کا انکار اور دونوں امر لے ڈویں گے۔

**الدعا:** نقیر احادیث مبارکہ سے ثابت کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف اوقات میں میت کے لئے دعائے مغفرت مختلف الفاظ میں فرمائی ہے۔ ان میں کوئی سی بھی دعا اگر پڑھ لی جائے تو جنازہ درست ہو گا۔ ان دعاؤں میں ایک دعا یہ بھی ہے۔ جو احناف میں مروج ہے:

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيْنَا وَمَيِّتَنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأَنْثَانَا» «اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتُهُ مِنَّا فَأَخْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوْفَّيْتُهُ مِنْنَا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ». <sup>(12)</sup> (رواہ الترمذی)

**نمازِ جنازہ کی دعائیں:** پہلے بار بار عرض کیا جاچکا ہے کہ نمازِ جنازہ میں کوئی خاص دعا مقرر نہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے مختلف دعائیں منقول ہیں وہ فقیر بہ فیض احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ درج کرتا ہے۔ آپ نے ایک سائل کے جواب میں لکھا جب کہ اس کا سوال ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعائیں ہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ تیرہ <sup>(13)</sup> دعائیں کہ نمازِ جنازہ کی احادیث میں وارد ہوئیں۔ فقیر نے انہیں جمع کر کے ایک اور کا اضافہ کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ انہیں (یعنی نمازِ جنازہ کی دعائیں) میں گزارش کرتا ہوں کہ حفظ (یاد کر لیں) فرمائیں اور بالحاظ معنی (معنی کو دھیان میں رکھتے ہوئے) جنازہ (جنازہ کی جمع) اہل سنت پر پڑھا کریں۔ جن کلمات کو دو خط ہلالی (بریکٹس) میں لے کر ان پر خط کھینچ (لائن لگا کر) کر بالائے سطر (لائن کے اوپر) دوسرے الفاظ لکھے جاتے ہیں وہ لفظ عورت کے جنازہ میں اُن کلمات کی جگہ پڑھے جائیں۔

### آدِعیہ (دعا کی جمع) بعد تکبیر سوم:

<sup>(10)</sup> المستدرک على الصحيحين للحاکم، كتاب الطهارة، باب أما حدیث عبد الرحمن بن مهدی، الجزء 1، الصفحة 402، الحديث 991، دار الكتب العلمية بيروت

<sup>(11)</sup> ابن ماجہ میں یہیں یہ حدیث نہ ملی۔ البتہ سعادة الدارین فی الصلاۃ علی سید الکوئینین صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے۔

(سعادة الدارین فی الصلاۃ علی سید الکوئینین صلی اللہ علیہ وسلم، المسالة الثانية فی زيادة لفظ سیدنا فی الصلاۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم، الصفحة 38، دار کتب العلمية، بيروت، لبنان)

<sup>(12)</sup> سنن الترمذی، أبواب الجنائز، باب ما يقول في الصلاة على الميت، الجزء 3، الصفحة 334، الحديث 1024، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى الباجي الحلبي مصر

(1) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَحِينَا وَمِنْتَنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكْرِنَا وَأُنْثَانَا أَلَّا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاحْيِهْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ أَلَّا اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهَا ، وَلَا تَفْتَنْنَا بَعْدَهَا

(2) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهَا ، وَارْحَمْهَا ، وَاعْفُ عَنْهَا ، وَسِعْ مَدْخَلَةَ (ها) وَاعْسِلْهَا (ها)  
بِالْمَاءِ وَالشَّلْحِ وَالْبَرْدِ وَنَقَةَ (ها) مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَيْتَ الشَّوْبَ الْأَبَيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَابْرُلْهُ (ها) دَارِا  
خَيْرًا مِنْ دَارِهِ (ها) وَاهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ (ها) وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ (عه) وَادْخُلْهُ (ها) الْجَنَّةَ وَأَعْذُّهُ  
هَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ

(3) اللَّهُمَّ عَبْدُكَ (أَمْتُكَ) وَابْنُ (وَبِنْتُ) أَمْتِكَ يَشْهُدُ (تَشَهُّدُ) أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ  
وَيَشْهُدُ (تَشَهُّدُ) أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ أَصْبَحَ فَقِيرًا (أَصْبَحْتَ فَقِيرًا) إِلَى رَحْمَتِكَ وَأَصْبَحْتَ  
غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهِ (ها) تَخَلَّى (تَخَلَّتُ) مِنَ الدُّنْيَا وَآهَلِهَا إِنْ كَانَ زَاكِيًّا (كَانَتْ زَاكِيًّا) فَرَكِّهِ (ها) وَإِنْ كَانَ  
مَخْطِئًا (كَانَتْ مُخْطِئًا) فَأَغْفِرْ (لَهُ) لَهَا أَلَّا اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهَا وَلَا تُضْلِلْنَا بَعْدَهَا

(4) اللَّهُمَّ (هَذَا عَبْدُكَ هَذِهِ أَمْتُكَ ابْنُ عَبْدِكِ) بَنْتُ بْنُ أَمْتِكَ مَاضٍ فِيهِ (ها) حُكْمُكَ، خَلْقَتَهُ (ها) وَلَمْ  
يَكُ (تَكُ هِيَ) شَيْئًا مَذْكُورًا، نَزَلَ (لَتِ) بِكَ وَأَنْتَ خَيْرٌ مَذْوُلٌ بِهِ طَالِبُكَ لِقَنَهُ (ها) حِجْتَهُ (ها) و  
الْحَقَّهُ (ها) بَنْبِيِّهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبَّتَهُ (ها) بِالْقُوْلِ الشَّابِّ فَإِنَّهُ (ها) افْتَقَرَ  
(افْتَقَرَتْ) إِلَيْكَ وَاسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ (ها) كَانَ يَشْهُدُ (كَانَتْ تَشَهُّدُ) أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَأَغْفِرْ لَهُ (ها)  
وَارْحَمْهُ (ها) وَلَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ (ها) وَلَا تَفْتَنْنَا بَعْدَهُ (ها) اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ زَاكِيًّا (كَانَتْ زَاكِيًّا)  
فَرَكِّهِ (ها) وَإِنْ كَانَ خَاطِئًا (كَانَتْ خَاطِئًا) فَأَغْفِرْ لَهُ (ها)

(5) اللَّهُمَّ عَبْدُكَ (أَمْتُكَ) وَابْنُ (وَبِنْتُ) أَمْتِكَ احْتَاجَ (احتَاجَتْ) إِلَى رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ (ها)  
إِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُحْسِنًا (مُحْسِنَةً) فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ (ها) وَإِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُسِيئًا (مُسِيئَةً) فَتَجَاوِزْ  
عَنْهُ (عَنْهَا)

(6) اللَّهُمَّ (عَبْدُكَ) أَمْتُكَ وَابْنُ (وَبِنْتُ) عَبْدِكَ كَانَ (كَانَتْ) يَشْهُدُ (تَشَهُّدُ) أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا  
عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوَّلَ بَهِ (ها) وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ (ها) مِنَّا إِنْ كَانَ (كَانَتْ)  
مُحْسِنًا (مُحْسِنَةً) فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ (ها) وَإِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُسِيئًا (مُسِيئَةً) فَأَغْفِرْ لَهُ (ها) وَلَا تَحْرِمْنَا  
أَجْرَهُ (ها) تَفَتَّنَا بَعْدَهُ (ها)

(7) (أَصْبَحَ عَبْدُكَ هَذَا) أَصْبَحْتَ أَمْتُكَ هَذِهِ قَدْ (تَخَلَّى) تَخَلَّتُ عَنِ الدُّنْيَا وَ(تَرَكَهَا) تَرَكَتُهَا  
إِلَّا هَلِهَا وَ(افْتَقَرَ) افْتَقَرَتْ إِلَيْكَ وَاسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ هَا وَقَدْ (كَانَ يَشْهُدُ) كَانَتْ تَشَهُّدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدَكَ وَرَسُولَكَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَالَّلَهُمَّ اغْفِرْ (لَهُ). هَا وَتَجَاوِزْ عَنْهُ (هَا)

وَالْحِقْهُ (هَا) بِنَبِيِّهِ (هَا) صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(8) أَللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِإِسْلَامٍ طَ وَأَنْتَ قَبْضَتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ

بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتَهَا جِئْنَا شَفَاعَةً فَاغْفِرْ لَهَا

(9) أَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِخَوَانِنَا وَاصْلُحْ ذَاتَ بَيْنَنَا وَالْفُ بَيْنَ قُلُوبَنَا أَللَّهُمَّ (هَذَا عَبْدُكَ هَذِهِ أَمْتُكَ

فَلَانُ (ابن) بِنْتُ فَلَانٍ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ (بَهَا) مِنَافِعَ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ (لَهَا)

(10) أَللَّهُمَّ إِنَّ فَلَانَ (ابن) بِنْتَ فَلَانٍ فِي ذَمَّتِكَ وَحَبْلِ جَوَارِكَ فَقِهَ (هَا) مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ  
النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْفَاءِ وَالْحَمْدِ طَالَّلَهُمَّ فَاغْفِرْ (لَهَا) وَازْحَمْهُمَا إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

(11) أَللَّهُمَّ أَجْرُهَا مِنَ الشَّيْطَنِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ طَالَّلَهُمَّ جَافِ الْأَضَّ عَنْ جَنْبِيهَا وَصَعِدْ رُوحَهَا  
وَلَقِهَا مِنْكَ رِضْوَانًا

(12) أَللَّهُمَّ إِنَّكَ خَلَقْتَنَا وَنَحْنُ عِبَادُكَ طَ أَنْتَ رَبُّنَا وَإِلَيْكَ مَعَادُنَا

(13) أَللَّهُمَّ اغْفِرْ لَوْلَا نَا وَآخِرِنَا وَحِينَا وَمِتْتَنَا وَذَكْرِنَا وَإِنْشَانَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اللَّهُمَّ  
لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَ (هَا) وَلَا تَفْتَنْنَا بَعْدَ (هَا)

(14) أَللَّهُمَّ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا حَمْ يَا قَيُومُ يَا بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ  
وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْكَرَامِ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا نِي أَشْهَدُ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ أَكْحُدُ الصَّمْدَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ  
يُؤْلِدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوْجَهُ إِلَيْكَ بِنَيِّكَ مُحَمَّدِنِي الرَّحْمَةَ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَالَّلَهُمَّ إِنَّ الْكَرِيمَ إِذَا أَمْرَ بِالسُّوْالِ لَمْ يَرُدَهُ أَبَدًا وَقَدْ أَمْرَتَنَا فَدَعْنَا وَأَذْنَتَ لَنَا  
فَشَفَعْنَا وَأَنْتَ أَكْرَمُ الْأَكْرَمِينَ فَشِفَعْنَا فِيهِ (هَا) وَأَرْحَمْهُ (هَا) فِي وَحْدَتِهِ (هَا) فِي وَحْشَتِهِ (هَا)  
وَأَرْحَمْهُ (هَا) فِي غُرْبَتِهِ (هَا) وَأَرْحَمْهُ (هَا) فِي كُرْبَتِهِ (هَا) وَأَغْظِمْ لَهُ (هَا) آجِرَهُ (هَا) وَنُورَهُ (هَا) قَبْرَهُ  
(هَا) وَبَيْضُ لَهُ (هَا) وجْهَهُ (هَا) وَبَرَّدَهُ (هَا) مَضْجَعَهُ (هَا) وَعَظَرَ لَهُ (هَا) مَنْزِلَهُ (هَا) وَأَكْرِمُ لَهُ (هَا)  
نُزْلَهُ (هَا) يَا خَيْرَ الْمُنْزَلِينَ يَا خَيْرَ الْغَافِرِينَ وَيَا خَيْرَ الرَّاحِمِينَ أَمِينَ أَمِينَ صَلِّ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ  
عَلَى سَيِّدِ الشَّافِعِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ طَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

## ترجمہ ادعیہ منقولہ:

(1) اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر اور غائب کو اور ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے کو اور ہمارے  
مرد اور عورت کو، اے اللہ ہم میں سے تو جسے زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جس کو موت دے اسے ایمان پر موت دے۔ اے  
اللہ تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔

(2) الہی اس میت کو بخشش دے اور اُس پر رحم فرم اور اسے ہر بلائے بچا عافیت دے اور اسے معاف کر اور اسے عزت کی مہمانی دے اور اس کی قبر و سعی کر اور اسے دھو دے پانی اور برف اور اولوں سے اور اسے پاک کر دے گناہوں سے جیسے تو نے پاک کیا سفید کپڑا میل سے اور اسے بدل دے مکان بہتر اس کے مکان سے اور گھر بہتر اس کے گھروں اولوں سے اور زوجہ بہتر اس کی زوجہ سے اور اسے داخل فرمابہشت میں اور اسے پناہ دے قبر کے عذاب اور قبر کے سوال اور دوزخ کے عذاب سے۔

(3) الہی یہ میت تیرابنده اور تیری باندی کا بچہ ہے، گواہی دیتا ہے کہ کوئی سچا معبود نہیں مگر ایک اکیلا تو، تیرا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، یہ محتاج ہے تیری مہربانی کا، اور تو بے نیاز ہے اس کے عذاب سے یہ اکیلارہا دنیا اور دنیا کے لوگوں سے اگر یہ ستر اتحاوس سے ستر افرادے اور اگر خطاو اتحاوات سے بخشش دے۔ الہی ہمیں محروم نہ کر اس کے ثواب سے اور گمراہ نہ کر اس کے بعد۔

(4) الہی یہ تیرابنده تیری بندی کا بیٹا تیری باندی کا بچہ ہے، نافذ اس میں حکم تیرا تو نے اسے پیدا کیا اور اس حال میں کہ نہ تھا کوئی چیز جس کا نام تک کوئی لیتا ہو۔ یہ تیرے یہاں اترتا ہے اور تو بہتر ہے اُن سب سے جن کے یہاں کوئی غریب الوطن (مسافر)۔ میرے الہی اسے اس کی جحت سکھا دے، اور اسے اس کے لئے محمد ﷺ سے مladے، اور اسے ٹھیک بات پر ثابت رکھ کہ یہ تیر احتاج ہے اور تو اس سے غنی ہے، یہ گواہی دیتا تھا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اللہ کے پس اسے بخشش دے، اور اس پر رحم فرم اور ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنے میں نہ ڈال، الہی اگر یہ تمہارا تھا تو اسے ستر افرادے اور اگر خطاو اتحاوات سے بخشش دے۔

(5) الہی تیرابنده اور تیری باندی کا بچہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسے عذاب کرنے سے غنی ہے۔ اگر نیک تھا تو اس کی نیکیاں زیادہ کر اور اگر بد تھا تو اسے در گزر فرم۔

(6) الہی تیرابنده اور تیرے بندے کا بیٹا گواہی دیتا تھا کہ کوئی سچا معبود نہیں مگر اللہ اور یہ کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، اور تو اس کے حال کا زیادہ جاننے والا ہے ہم سے، اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی بڑھا اور اگر بد تھا تو اسے بخشش دے، اور ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنے میں نہ ڈال۔

(7) تیرے اس بندے نے صحیح کی کہ الگ ہوا یہ دنیا سے اور اسے چھوڑ دیا اس کے لوگوں کے لئے، اور تیرا محتاج ہوا اور تو اس سے غنی ہے، اور بے شک یہ گواہی دیتا تھا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اللہ کے، اور محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں، الہی اسے بخشش دے اور اس سے در گزر فرمایا اور اسے مladے اس کے نبی ﷺ سے۔

(8) الہی تو اس جنازے کا پروردگار ہے اور تو نے اسے پیدا کیا اور تو نے اسے اسلام کی راہ دکھائی اور تو نے اس کی جان قبض کی اور تو خوب جانتا ہے اس کا چھپا اور ظاہر حال ہم حاضر ہوئے ہیں سفارش کرنے تو اسے بخشش دے۔

(9) الہی بخش دے ہمارے سب بھائیوں بہنوں کو، اصلاح کر دے ہمارے آپس میں اور ملک کر دے ہمارے دلوں میں، الہی یہ تیرا بندہ فلاں بن فلاں ہے اور ہم تو اس کو اچھا ہی جانتے ہیں اور تجھے اس کا علم ہم سے زیادہ ہے تو ہمیں اور اسے سب کو بخش دے۔

(10) الہی بے شک فلاں بن فلاں تیری پناہ اور تیری امان کی رسی میں ہے تو اسے بچا سوال نکیریں اور عذابِ دوزخ سے کہ تو وعدہ پورا کرنے والا سب خوبیوں کا اہل ہے۔ الہی تو اسے بخش دے اور اس پر رحم کر بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان۔

(11) الہی اسے پناہ دے شیطان سے اور قبر کے عذاب سے الہی دور کر زمین کو اس کی دونوں کروٹوں سے اور آسمان پر لے جا اس کی روح کو اور اسے اپنی خوشنودی عطا کر۔

(12) الہی بے شک تو نے ہمیں پیدا کیا اور ہم تیرے بندے ہیں اور تو ہمارا رب ہے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

(13) الہی بخش دے ہمارے اگلے پچھلے، اور زندہ اور مردہ، اور مرد و عورت، اور چھوٹے اور بڑے کو، اور حاضر و غائب کو۔ الہی ہمیں محروم نہ کر اس کے ثواب سے اور ہمیں فتنے میں نہ ڈال اس کے بعد۔

(14) اے اللہ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان، اے زندہ اے پاکندہ اے نیا بنانے والے آسمانوں اور زمین کے اے بزرگی و عزت بخشنے والے میں تجھ سے مانگتا ہوں اس وسیلہ سے کہ میں گواہی دیتا ہوں اور تیری طرف منہ کرتا ہوں وسیلے سے تیرے نبی محمد ﷺ کے کہ رحمت کے نبی ہیں۔ الہی بے شک کریم جب خود حکم سوال کا دیتا ہے اس سوال کو کبھی رد نہیں کرتا، اور بے شک تو نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے دعا کی اور تو نے ہمیں اجازت دی تو ہم نے سفارش کی اور تو ہر کریم سے بڑھ کر کرم والا ہے تو ہماری سفارش اس میت کے حق میں قبول فرماؤ اس پر رحم کر اس کی تہائی میں اور اس پر رحم کر اس کی گھبراہٹ میں اور اس پر رحم کر اس کی بے کسی میں اور اس پر رحم کر اس کی تکلیف میں اور اسے بڑا ثواب دے اور اس کی قبر نورانی کر اور اس کا چہرہ پُر نور کر اور اس کی خواب گاہ ٹھنڈی کر اور اس کی جگہ معطر (خوشبودار) کر اور اسے عزت والی مہمانی دے اے سب مہربانوں سے بہتر اے سب بخشنے والوں سے بہتر اے سب مہربانوں سے بہتر۔ قبول فرمادرود وسلام وبرکات اتار سب شفیعوں کے سردارِ محمد ﷺ اور ان کی آل اور اصحاب پر سب اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا پروردگار۔

**فائڈ ۵:** نویں دوسویں دعاؤں میں اگر میت کے باپ کا نام معلوم نہ ہو اس کی جگہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہے کہ سب آدمیوں کے باپ ہیں اور اگر خود میت کا نام بھی نہ معلوم ہو تو نویں دعاء میں لفظ **هذا عبدك يا هذہ امتك** پر قناعت کرے فلاں اہن فلاں یانیت فلاں کو چھوڑ دے اور دسویں میں اس کی جگہ **عبدك هذا** یا عورت ہو تو **امتك هذا** کہے۔

**فائڈ ۶:** میت کا فسق و فحور اگر معاذ اللہ معلوم ہو تو نویں دعاء میں **لَا علَمَ الا خيْرًا** کی جگہ تیرا یہ بندہ **قد علِمَ مَنْهُ هَا خيْر** تیری یہ باندی کہے کہ اسلام ہر خیر سے بڑھ کر ہے۔ **وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ**

**فائہ ۵:** ان دعاؤں میں بعض مضامین مکر (ایک سے زائد بار) بھی ہیں اور دعایں تکرار مفید و مستحسن (اچھا عمل) ہے جسے جلدی ہو یاد کرنے میں وقت (مشکل) جانے تو دعائے اول (۱) و دوم (۲) و سوم (۳) اور چہارم (۴) بالقول الثابت تک اور هشتم (۸) سے دوازدھم (۱۲) تک پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ یہی کافی و دافی ہے یہ نصف سے بھی کمرہ گیا اور چاہے تو چہارم بھی ملا۔ اب بھی نصف سے کچھ زائد رہے گا اور وقت مساعدت کرے تو سب کا پڑھنا اولیٰ ہے امام جنتی دیر میں یہ دعائیں پڑھے مقتدى دعائے مشہور کے بعد اگر ان ادعیہ سے کچھ یاد نہ ہو صرف آمین آمین آہستہ کہتے رہیں۔<sup>(۱۳)</sup> (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۷۹)

**تبصرہ اوپسی غفرله:** ان دعاؤں میں سے کوئی دعائیں جنماز جنازہ میں پڑھ لی جائے جائز ہے لیکن احناف نے ان میں سے سب سے پہلی کا انتخاب کیا ہے کہ یہ سنداقوی (مضبوط سند رکھنے والی) اور زیادہ محدثین سے منقول ہے یہ احناف کی حدیث دافی کا بین ثبوت ہے اور پھر اسی پر التزام (لازم) اس لئے کہ عوام کی سہولت مذکور ہے کہ وہ اسے مروج (رانج) کر کے سہولت سے یاد کریں گے۔

فقیر نے الحمد للہ احناف کا طریقہ نمازِ جنازہ اور اس کی دعاؤں اور تکبیرات کو مکمل و مفصل (تفصیل کے ساتھ) عرض کر دیا ہے۔

**نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کا حکم:** احناف کے نزدیک بھی یہ نیت نمازِ جنازہ میں الحمد شریف پڑھنا جائز ہے تو جس کو نمازِ جنازہ کی دعائیں یاد نہ ہوں وہ الحمد شریف پڑھ لے جیسا کہ جس شخص کو دعائے قوت یاد نہ ہو وہ کوئی اور دعا پڑھ لے تو جن احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو الحمد شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے وہ انہی لوگوں کے لئے ہے جن کو دعائے جنازہ یاد نہ ہو۔ اس لئے حضور ﷺ سے ثابت نہیں کہ آپ نے نمازِ جنازہ میں الحمد شریف پڑھی ہو بلکہ آپ سے چودہ قسم کی دعائیں پڑھنا احادیث سے ثابت ہیں۔ نیز آپ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو کہ الحمد شریف کے بغیر نمازِ جنازہ درست نہیں۔ نسائی شریف، جلد اول، باب صلوٰۃ الجنائز میں یہ حدیث ہے کہ آپ نے ایک جنازہ پر مندرجہ ذیل دعا پڑھی۔

**حدیث شریف:** عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: صَلَّى بِنَارَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَسَيِّعْتُهُ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي فُلَانٌ بْنُ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، فَقِهِ فِتْنَةُ الْقَبْرِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: مَنْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جَوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحُمْدِ، اللَّهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ<sup>(۱۴)</sup>

**فائہ ۶:** اس روایت سے ثابت ہوا کہ نمازِ جنازہ میں کوئی بھی دعا پڑھ لی جائے تو جائز ہے یوں ہی الحمد شریف بھی ایک دعا ہے اسی لئے اسے دعا کی نیت سے پڑھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں اسے واجب یا فرض سمجھنا یہ غیر مقلدوں کی

<sup>(۱۳)</sup> (فتاویٰ رضویہ، کتاب الجنائز، جلد ۹، صفحہ ۲۱۹ تا ۲۲۲، رضا قادری شیش لاہور)

<sup>(۱۴)</sup> یہی نسائی شریف میں یہ حدیث نہ ملی جبکہ باقی تمام مشہور کتب حدیث میں موجود ہے۔ یہاں ہم صرف ترمذی شریف کا حوالہ نقل کر رہے ہیں۔

(سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمبیت، الجزء ۳، الصفحة ۲۱۱، الحديث ۳۲۰۲، المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت)

جہالت ہے کیونکہ اگر اس کا پڑھنا فرض یا واجب ہوتا تو حضور ﷺ کا ہر نمازِ جنازہ میں پڑھنا ثابت ہوتا حالانکہ آپ سے ہر نمازِ جنازہ میں پڑھنا ثابت نہیں بلکہ نہ پڑھنا ثابت ہے۔ جس کی تفصیل آئے گی۔ **انشاء الله تعالى**

**نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا ثبوت:** ہم نے ابتداء میں بکثرت روایات نقل کی ہیں جن میں صاف اور واضح ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ جنازہ میں دعائیں پڑھنا مطلوب نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ چند روایات پہلے گزری ہیں چند دیگر بھی حاضر ہیں۔

(1) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمْ يُوقِّتْ لَنَا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْبَيْتِ قِرَاءَةُ وَلَا قُوْلٌ، كَبِيرٌ مَا كَبِيرُ الْإِمَامُ، وَأَكْثَرُ مَنْ طَبِيبُ الْكَلَامِ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرَجَالُهُ رَجَالُ الصَّحِيفَ (15) (مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 32)

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے نمازِ جنازہ میں نہ قرآن پڑھنے کو مقرر کیا گیا ہے کسی اور چیز کو، امام کی تکبیر پر تکبیر کہو اور اچھی دعا و شفاء کرو۔

(2) غیر مقلدین کے مستند ظاہری عالم ابن حزم متوفی 456 نقل کرتا ہے،

وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عَبْيَنِ: أَنَّهُ سُعِيلٌ: أَيَقْرَأُ فِي الْجِنَازَةِ بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: لَا. (16)

(محلی جلد 5 صفحہ 131)

حضرت فضالہ بن عبید الرحمنی علیہ السلام سے پوچھا گیا کیا نمازِ جنازہ میں قرآن پڑھا جائے گا؟ فرمایا نہیں۔

(3) موطا امام مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: عَمِّنْ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ يُصَلِّ عَلَى الْجِنَازَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا لَعَمِّ الرَّبِيعِ أَخِيْرُكُ: أَتَبْعُهَا مِنْ عِنْدِ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضَعَتْ كَبِيرَتْ وَحِمْدَتْ اللَّهُ وَصَلَيْتْ عَلَى نِيَّيْهِ، ثُمَّ أَقُولُ: اللَّهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمْتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ إِلَّا (17) (فتح القدير)

یعنی جس کسی نے حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا کہ وہ نمازِ جنازہ کیسے پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا تمہاری عمر کی قسم میں بتا تاہوں میں میت کے گھر سے اس کے ساتھ جاتا ہوں جب میت رکھی جاتی ہے تو تکبیریں کہتا ہوں اور اللہ کی حمد اس کے نبی کریم ﷺ پر درود عرض کرتا ہوں پھر یہ دعا پڑھتا ہوں الہی تیرا یہ بندہ تیرے الخ۔

**انتباہ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتائی ہوئی نمازِ جنازہ میں حمد، درود و دعا کا ذکر تو ہے مگر تلاوتِ قرآن کا بالکل ذکر نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام جنازہ میں سورۃ فاتحہ تلاوت نہیں کرتے تھے اور امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر ( مدینہ پاک ) میں نمازِ جنازہ کے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔

**خلاصۃ البحث:** نمازِ جنازہ کی اصل و وضع ( وجہ ) بھی دعا ہے کہ میت کے لئے اس کے قبر میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش و نجات کی انجام کی جائے۔ اور دعائیں حمد و درود ہوتا ہے مگر تلاوتِ قرآن نہیں لہذا نمازِ جنازہ میں تلاوت بھی نہیں۔ وہابی

(15) مجمع الزوائد و منبع الغوائیں، کتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنائز، الجزء 3، الصفحة 32، الحديث 4153، مكتبة القدسی، القاهرة

(16) (المحلی بالاثار، کتاب الجنائز صلاة الجنائز و حکم الموت، مسألة التکبیر على الجنائز، الجزء 3، الصفحة 353، الحديث 4153، دار الفكر بیروت)

(17) (فتح القدير، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل في الصلاة على البيت، الجزء 2، الصفحة 122، دار الفكر)

حضرات کو چاہیے کہ جس طرح وہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب مانتے ہیں تو رکوع سجود کو بھی واجب مانیں کیونکہ تلاوت اس نماز میں واجب ہو گی جو نماز رکوع سجود والی ہو۔ جب نمازِ جنازہ میں رکوع سجود نہیں تو پھر تلاوت قرآن کس طرح واجب ہو سکتی ہے۔

**غیر مقلدین سے آخری گفتگو:** مسئلہ کا ثبوت قرآن مجید کے بعد حضور ﷺ کے ارشادِ گرامی سے چاہیے۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی ارشادِ گرامی وارد (ہم تک پیغام پہنچا) نہیں بلکہ آپ کے خلفاء گرامی رضی اللہ عنہم سے بھی چنانچہ امام ابن شیبہ ابی تصنیف (کتاب) میں روایت کرتے ہیں، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «مَا بَاحَ لَنَارِ سُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَبُو بَكْرٍ، وَلَا عَمِيرُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ إِشَيْعٍ» <sup>(18)</sup>

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ 110، جلد 4)

یعنی حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ میں پڑھنے کے کسی چیز کو متعین نہیں فرمایا نہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرات سے روکنے والوں سے ہیں۔

اور تیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صراحةً ثابت ہے کہ وہ قرآن کی کوئی سورۃ فاتحہ ہو یا کوئی اور نمازِ جنازہ میں نہیں پڑھتے تھے۔ چنانچہ ابی شیبہ میں ہے،

عَنْ عَمِيرٍ وَبْنِ شَعِيبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا عَلَى شَيْءٍ فِي أَمْرِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ» <sup>(19)</sup>

یعنی تیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ وہ نمازِ جنازہ میں قرآن کی کوئی شے نہیں پڑھتے تھے۔

**استدلال (دلیل) بطريقہ دیگر:** قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو منافقین (جو بظاہر مسلمانوں کی طرح کلمہ پڑھتے تھے مگر دل میں اسلام سے بغرض رکھتے تھے) کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے روکا ہے چنانچہ فرمایا: **وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَّا تَأْبَدًا وَلَا تَقْرُمْ عَلَى قَبْرِهِ** (پارہ 11، سورۃ التوبۃ، الایہ 84)

**ترجمہ :** اور ان میں سے کسی کی میت پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر گھٹرے ہونا۔ تو اس نماز کی غرض و غایت (مقصد) بھی دعا ہے نہ کہ قراۃ قرآن وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے جتنی نمازیں اموات پر پڑھائیں کسی میں بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا منقول نہیں۔ وہابی نے دین کی تحریف (تبدیلی) کرتے ہوئے خود یہ قاعدہ گھٹر لیا کہ نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

<sup>(18)</sup> (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروفة مصنف ابن ابی شیبہ. کتاب الجنائز .باب من قال ليس على الميت دعاء موقت في الصلاة عليه وادع بما بدا لك. الجزء 2، الصفحة 489. الحديث 11367. مكتبة الرشد الرياض)

<sup>(19)</sup> (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار المعروفة مصنف ابن ابی شیبہ. کتاب الجنائز .باب من قال ليس على الميت دعاء موقت في الصلاة عليه وادع بما بدا لك. الجزء 2، الصفحة 489. الحديث 11368. مكتبة الرشد الرياض)

نمازِ جنازہ درحقیقت دعا ہے جیسا کہ بار بار عرض کیا گیا ہے لہذا اس میں تلاوتِ قرآن کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتی۔ جنازہ میں رکوع سجدہ و تشهد نہیں اور پھر اس میں میت کو آگے رکھا جاتا ہے بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے نمازِ جنازہ کی غرض و غایت دعا بتائی ہے۔

ابوداؤد و ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ: **قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ، فَأَخْلُصُوا لَهُ الدُّعَاء»** (20)

یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ جب تم میت پر نمازِ جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خاص دعا کرو۔

**فائڈ ۵:** اس حدیث میں الحمد اور تلاوتِ قرآن کا ذکر نہیں اگر نمازِ جنازہ میں الحمد پڑھنی واجب ہوتی تو حضور ﷺ اس کا ذکر ضرور فرماتے۔

**انتباہ:** فقهاء کا تقاضا ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا مراد ہو یہاں اس سے بحث نہیں تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ "دعا بعد نمازِ جنازہ کا ثبوت" پڑھیے۔

بہر حال نمازِ جنازہ میں نہ سورۃ فاتحہ ہو اور نہ ہی کسی قسم کی تلاوتِ قرآن ہو کیونکہ عام نمازوں میں جیسے تلاوتِ قرآن رکن ہے ویسے ان میں رکوع سجدہ التحیات میں بیٹھنا بھی رکن ہے اور ان نمازوں میں قبریا میت یا کسی زندہ آدمی کا منہ سامنے ہونا مکروہ (نالپسندیدہ) ہے۔ لیکن نمازِ جنازہ میں نہ تو رکوع، سجود، التحیات ہے۔

اور یہ نماز میت کو آگے رکھ کر ادا کی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ نماز درحقیقت دعا ہے اور یہی ہم کہتے ہیں کہ اگر سورۃ فاتحہ پڑھنی بھی ہے تو بہ نیت دعا پڑھ سکتے ہیں لیکن اسے فرض قرار دینا مداخلت فی الدین (دین میں مداخلت) ہے۔

ترمذی شریف میں ہے بعض اہل علم نے فرمایا کہ نمازِ جنازہ میں قرأت نہ کرے وہ تو صرف اللہ کے لئے، شاء بنی کریم ﷺ پر درود اور میت کے لئے دعا ہے۔ (21) (ترمذی شریف جلد 1 صفحہ 122)

بلکہ بعض صحابہ تو نہ سورۃ فاتحہ خود جنازہ میں پڑھتے تھے اور نہ ہی پڑھنا پسند فرماتے تھے تاکہ کوئی اسے واجب نہ سمجھ لے چنانچہ یعنی شرح بخاری میں ہے: **وَمِنْ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ وَيَنْكِرُ: عَمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَأُبْنِ عُمَرٍ وَأُبْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ.** (22) (یعنی شرح بخاری)

(20) سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمبیت، الجزء 3، الصفحة 3199. الحدیث 210. المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء في الدعاء في الصلاة على الجنائز، الجزء 1، الصفحة 460. الحدیث 1497. دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى الباعي الحلبي)

(21) سنن الترمذی، أبواب الجنائز، باب ما جاء في القراءة على الجنائز بفاتحة الكتاب، الجزء 3، الصفحة 337. الحدیث 1027، شرکة مکتبۃ ومطبعة مصطفی الباعی الحلبي مصر

(22) عبدة القاری شرح صحيح البخاری، کتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنائز، الجزء 8، الصفحة 139. دار إحياء التراث العربي بیروت)

فرمایا اور جو لوگ نمازِ جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے ان میں عمر بن الخطاب، علی ابن ابی طالب، ابن عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل ہیں۔

نمازِ جنازہ میں اگر سورہ فاتحہ واجب ہوتی تو کیا سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کبھی سورہ فاتحہ نمازِ جنازہ میں پڑھنا چھوڑ سکتے تھے؟ اگر فاتحہ نہ پڑھنے سے جنازہ نہیں ہوتا تو جن کا جنازہ فاروق اعظم اور علی المرتضی نے پڑھایا تھا ان جنازوں کے بارے میں غیر مقلدین کا کیا فتویٰ ہے؟

تابعین<sup>(23)</sup> میں سے جو اس مسلک پر کار بند تھے حضرت عطاء، طاؤس، سعید بن مسیب، ابن سیرین، سعید بن جبیر، شعبی اور حاکم کے اسماء ذکر کئے جاتے ہیں۔ کیا آپ کا ذہن اس بات کو قبول کرتا ہے کہ سورہ فاتحہ نمازِ جنازہ میں پڑھنا فرض ہے اور حضرت فاروق اعظم حضرت علی وغیرہما جیسی جلیل القدر ہستیوں کو اس کا علم نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ نمازِ جنازہ میں دعاوں کے سوا قرآن کی کسی سورت کا پڑھنے کا حکم نہیں خواہ سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور۔

## سوالات و جوابات

غیر مقلدین کا سب سے بڑا اہم سوال نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا ہے اور یہ دراصل امام شافعی کا مذہب ہے کہ نمازِ جنازہ میں قرأت سورہ فاتحہ فرض ہے ان کے نزدیک سورہ فاتحہ جنازہ میں نہ پڑھی تو نمازِ جنازہ درست نہ ہوگی۔ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ تقلید حرام ہے لیکن اس مسئلہ میں امام شافعی کے مقلدین سے احناف کا موقف ہے کہ نمازِ جنازہ میں کسی قسم کی قراءۃ ناجائز ہے۔

ہاں اگر سورہ فاتحہ یا قرآن مجید کی کوئی اور سورۃ ثناء یا دعا کے طور پر پڑھ لی جائے تو جائز ہے قرآن مجید کے ارادے سے پڑھنا جائز نہیں اور شرعاً قرآن کی دعا کے ارادے سے پڑھنا جائز ہوتا ہے مثلاً جس شخص پر عشل فرض ہو اس کے لئے تلاوت کے ارادے سے قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر دعا کے ارادہ سے پڑھ لے تو جائز ہے جیسے کسی نے کہا سناؤ کیا حال ہے؟ وہ جواب میں کہے **الحمد لله رب العلمين** تو یہ جائز ہے لہذا جنازے میں بھی بہ نیت تلاوت سورہ فاتحہ پڑھنا خلافِ سنت اور بطورِ ثناء یا دعا کے پڑھنا جائز ہے واجب نہیں۔

<sup>(23)</sup> وہ افراد جنہوں نے سرکار کریم علیہ السلام کے صحابہ کرام کی صحبت کا شرف پایا۔

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کو واجب کہنا جہالت ہے کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو جنازہ ہوتا ہی نہیں۔ اکثر صحابہ کرام جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: **أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ**<sup>(24)</sup> (مؤطراً)

**ترجمہ:** بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ جنازہ میں قراءۃ نہیں کیا کرتے تھے۔

یونہی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ: **لِيسْ فِيهَا قِرَاءَةٌ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ**<sup>(25)</sup> فرمایا نمازِ جنازہ میں قراءۃ قرآن کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔

**سوال:** حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ نمازِ جنازہ میں پڑھنا سنت ہے وہ حدیث یہ ہے: **وَعَنْ ظَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ فَاتِحةَ الْكِتَابِ فَقَالَ: لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ**<sup>(26)</sup> (مشکوٰۃ)

یعنی طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس کے پیچھے نماز پڑھی اور فرمایا: تاکہ تم جان لو یہ بھی ایک طریقہ ہے۔

**جواب:** **أَنَّهَا سُنَّةٌ** سے مراد طریقہ ہے نہ کہ حضور ﷺ کی سنت۔ اگر حضور ﷺ کی سنت ہوتی تو دیگر صحابہ کرام کو بھی علم ہوتا اگر بالفرض سنت بھی ہو تو اسے واجب قرار دینا کہاں کی عقلمندی ہے چونکہ صحابہ کرام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل پر تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا طریقہ یعنی بطورِ ثناء اور دعا کے فاتحہ پڑھنا بھی صحیح ہے۔ اسی لئے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **كَلَّ قِرَاءَةً بَعْضَ الصَّحَابَةِ الْفَاتِحةَ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ كَانَ بِطَرِيقِ النَّنَاءِ وَالدُّعَاءِ لَا عَلَى وَجْهِ الْقِرَاءَةِ**<sup>(27)</sup> (طحاوی شریف)

یعنی شاید بعض صحابہ کرام جو نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے وہ بطورِ ثناء اور دعا کے ہوتا ہے تلاوتِ قرآن کے ارادہ سے نہیں پڑھتے تھے۔

**جواب:** بطورِ ثناء اور دعا کے سورہ فاتحہ کا نمازِ جنازہ میں پڑھنا بھی صرف ابن عباس سے ثابت ہے کسی اور صحابی نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی ہو چنانچہ فتح القدير میں ہے، **وَلَمْ تَثْبُتِ الْقِرَاءَةُ كَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**<sup>(28)</sup>۔

<sup>(24)</sup> موطأ الإمام مالك، أبواب الجنائز، باب ما يقول المصلي على الجنائز، الجزء 1، الصفحة 228، الحديث 19، دار إحياء التراث العربي، بيروت (لبنان)

<sup>(25)</sup> كتاب الآثار للشيباني، باب الصلاة على الجنائز، الجزء 2، الصفحة 69، الحديث 237، دار الكتب العلمية، بيروت (لبنان)

<sup>(26)</sup> مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب غسل البيت وتکفینه، الفصل الأول، الجزء 1، الصفحة 522، الحديث 1654- (9)، المكتب الإسلامي بيروت  
<sup>(27)</sup> مدرج ذيل دون شروعات میں طحاوی شریف کے حوالے سے بات گئی ہے۔

(شرح سنن ابن ماجہ للسيوطی، باب ما جاء في التقليس التقليس الضرب بالدلف الخ، الصفحة 107، قوله: الرقم 1495، قدیمی کتب خانہ کراشی)  
البعات التنقیح في شرح مشكاة المصابيح للدهلوی، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنائز والصلاۃ علیہا، الجزء 4 ، الصفحة 129، الرقم 1655- (10)، دار النوادر، دمشق سوریا)

<sup>(28)</sup> فتح القدير، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل في الصلاة على البيت، الجزء 2، الصفحة 122، دار الفكر

یعنی حضور ﷺ سے نمازِ جنازہ میں قرأت ثابت نہیں۔

**سوال:** حدیث شریف سے تو ثابت ہے چنانچہ مردی ہے: **أَنَّ النَّبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.** (مشکوٰۃ) <sup>(29)</sup>

یعنی حضور اکرم ﷺ نے جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھی۔

**جواب:** محدثین کرام نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کے راویوں میں ابراہیم بن عثمان راوی موجود ہے جو قابل اعتماد نہیں۔ چنانچہ ترمذی شریف میں اسی حدیث کے تحت ہے: **إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ هُوَ أَبُو شَيْبَةَ الْوَاسِطِيِّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ** <sup>(30)</sup>

یعنی اس حدیث کا راوی ابراہیم بن عثمان مکنر الحدیث (احادیث کا انکار کرنے والا یا نمانے والا) ہے۔

**جواب 2:** اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ نے سورہ فاتحہ عین نماز میں پڑھی ہو ممکن ہے جنازہ سے قبل یا بعد میں پڑھی ہو جیسا کہ حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واحتمال دارد کہ بر جنازہ بعد از نماز یا پیش ازان بقصد تبرک خواندہ باشد چنانکہ الان متعارف است <sup>(31)</sup> (اشعۃ)

یعنی اور إِحْتَاجٌ (امکان) ہے کہ جنازے پر نماز کے بعد یا پہلے حصول برکت کے لئے آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی ہو جیسا کہ آج کل بھی رواج ہے۔

**فائدة:** شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشادِ گرامی کے مطابق تو بعد نمازِ جنازہ اور فاتحہ مروجہ کا ثبوت ملتا ہے جس کے دیوبندی اور غیر مقلدین مکنر ہیں لیکن غیر مقلدوں نے حدیث کا مفہوم بیان کرنے میں عوام کو دھوکا دینے کی خام کوشش کی ہے حالانکہ اسی حدیث کے حاشیہ میں ہے **لَمْ تَثْبُتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یعنی رسول اللہ ﷺ سے قرأت فاتحہ ثابت نہیں۔

**جواب 3:** سورہ فاتحہ پڑھنے پر سارے حاضرین صحابہ و تابعین کو سخت توجب ہو اتھی تو آپ نے معذرت کے طور پر کہا کہ میں نے یہ عمل اس لئے کیا تاکہ تم جان لو یہ سنت ہے۔ پتہ چلا کہ صحابہ کرام نہ تو پڑھتے تھے اور نہ اسے سنت جانتے تھے اسی لئے آپ کو معذرت کرنی پڑی۔

<sup>(29)</sup> مشکوٰۃ المصائب، کتاب الجنائز، باب غسل البيت و تکفینه، الفصل الثاني، الجزء 1، الصفحة 527. الحديث 1673- (28)، المكتب الإسلامي بيروت

<sup>(30)</sup> حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں، **أَنَّ النَّبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ**

(سنن الترمذی، أبواب الجنائز، باب ما جاء في القراءة على الجنائز بفاتحة الكتاب، الجزء 3، الصفحة 336 إلى 337، الحديث 1026، شركة مکتبة ومطبعة مصطفی البانی الحلبي مصر)

<sup>(31)</sup> اشعۃ للبعات، کتاب الجنائز، الفصل الثاني، باب المشی بالجنائز والصلاۃ عليها، الجزء 1، الصفحة 731، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ

**جواب 4:** ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں فرمایا کہ یہ سنت رسول اللہ ہے بلکہ لغوی معنی میں سنت فرمایا یعنی یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ بجائے دوسرا شاء اور دعا کے سورہ فاتحہ پڑھ لی جائے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں یاد رہے کہ سنت بمعنی طریقہ بہت سی احادیث میں آیا ہے بلکہ قرآن مجید میں بھی سنت بمعنی طریقہ مُتَعَدِّد (بہت) مقامات پر مُسْتَعْمِل (استعمال) ہوا ہے۔

اس سے سنت رسول ﷺ سمجھنا جہالت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے کہیں ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی ہو کہ یہ بجز (علاوه) سیدنا عبد اللہ ابن عباس کے کسی صحابی سے جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں بلکہ اکابرین صحابہ میں سے حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاء راشدین میں سے ہیں نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ بطور تلاوت پڑھنے کے سخت مخالف تھے جیسا کہ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں۔ فتح القدیر میں ہے،

**وَلَمْ تَثْبُتِ الْقِرَاةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.** (32)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ سے جنازہ میں قراؤث ثابت نہیں۔

جیسا کہ بکثرت حوالہ جات ہم نے پہلے عرض کئے ہیں۔

### الزامی جواب:

(1) یہ حدیث غیر مقلدین کے لئے مفید نہیں کیونکہ اس میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو سنت کہا ہے اور وہ اس کی فرضیت کا اعتقاد (یقین) رکھتے ہیں۔

(2) سنت کا لفظ اس بات میں صریح نہیں کہ وہ حضور کی سنت ہے یا کسی اور کی (3) جب حدیث صحیح اور صحابہ کرام سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع ثابت ہو چکا تو اس کا پڑھنا سنت نہیں ہو سکتا اور حضرت ابن عباس کے اس قول کے ساتھ صحیح کے لئے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے نمازِ جنازہ میں بطور شاء اور دعا سورہ فاتحہ پڑھی نہ بطور قرأت قرآن کے اور اس کے جواز کے احناف بھی قائل ہیں۔

**سوال:** ابن ماجہ کی ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔ (33)

**جواب:** اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے حماد بن جعفر العبدی۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ لین الحدیث ہے یعنی ضعیف ہے۔ (تقریب التہذیب صفحہ 45) (تقریب التہذیب صفحہ 86)

ایک اور راوی ہے شہر بن حوشب اس کے بارے میں ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ کثیر الارسال والا وہام ہے یعنی اس کی روایات اکثر مرسل ہوتی تھیں اور اس کو بہت وہم لاحق ہوتے تھے۔ (تقریب التہذیب صفحہ 86)

<sup>(32)</sup> فتح القدیر، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل في الصلاة على الميت، الجزء 2، الصفحة 122، دار الفكر

<sup>(33)</sup> حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں، أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِقَاتِحةِ الْكِتَابِ

(سن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء في القراءة على الجنائز، الجزء 1، الصفحة 479، الحديث 1496، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى الباجي الحلبي)

<sup>(34)</sup> تقریب التہذیب، حرف الحاء المهملة، ذکر من اسمه حکیم بضم أوله وهم أربعة، ثمانين ع، الجزء 1، الصفحة 177، الرقم 1492، دار الرشید سوریا)

<sup>(35)</sup> تقریب التہذیب، حرف الشیء، شمیط فی المهملة، الصفحة 269، الرقم 2830، دار الرشید سوریا)

اور ایک راوی ہے ابو عاصم اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی روایات ضعیف ہوتی تھیں۔<sup>(36)</sup>

(تقریب صفحہ 258)

**خلاصہ** یہ ہے کہ اس حدیث کی تمام کڑیاں ضعیف راویوں پر مشتمل ہیں۔

**سوال:** مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 33 کے حوالے سے طبرانی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے نماز جنازہ میں بآواز بلند سورہ فاتحہ پڑھی۔<sup>(37)</sup>

**جواب:** مجمع الزوائد میں اسی حدیث کے ساتھ یہ لکھا ہوا ہے کہ اس حدیث کی سند میں محب بن یزید بن عبد الملک نوفلی نام کا ایک راوی ہے اور وہ ضعیف ہے۔

**سوال:** مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 32 سے اسماء بنت یزید کی روایت پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز جنازہ پڑھو تو سورہ فاتحہ پڑھو۔<sup>(38)</sup>

**جواب:** اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد صاحب مجمع الزوائد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں معلی بن حمران نام کا ایک مجہول راوی ہے اور اس کے علاوہ دوسرے راوی بھی محل کلام ہیں۔

**سوال:** سنن نسائی سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے سورہ فاتحہ پڑھی اور خم سورة کیا۔

**جواب:** سورۃ فاتحہ کا جواب گزر چکا اور خم سورۃ کا جواب یہ ہے کہ روایت ابراہیم بن سعد کی ہے۔ امام یہیقی نے فرمایا کہ اس روایت میں خم سورۃ کا طریقہ غیر محفوظ ہے۔<sup>(39)</sup> (سنن الکبریٰ جلد 4 صفحہ 38)

**لطیفہ:** غیر مقلدین نے یہ روایت ضعیفہ پیش کر کے چالاکی اور دھوکہ سے کام لیا ہے یہ کوئے کا گوشت کھانے کا اثر ہے کیونکہ کوئی بھی دھوکہ بازی میں ضرب المثل (مشہور) ہے ورنہ ہماری پیش کردہ روایات صحیحہ کو بھی ضعیف کہنے سے نہیں چوکتے اور یہاں احادیث ضعیفہ پیش کریں ناظرین سوچیں کہ ملائی سیمیل اللہ فساد ہوا یا نہیں۔

**ڈوبے کو تنکے کا سہارا:** وہابی غیر مقلدین جب دلائل سے عاجز آتے ہیں تو پھر بہانے بناتے ہیں چنانچہ سوالات ذیل سے اندازہ لگائیے۔

**سوال:** نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں، لا صَلَاةٌ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ<sup>(40)</sup> ترجمہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی جنازہ بھی نماز ہے لہذا وہ بھی سورہ فاتحہ کے بغیر جائز نہ ہو گا۔

<sup>(36)</sup> (تقریب التهذیب، حرف الشیئن، شیطیط فی المهمیة، الصفحة 469، الرقم 4385، دار الرشید سوریا)

<sup>(37)</sup> (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنائز، الجزء 3، الصفحة 32، الحديث 4159، مكتبة القديسي، القاهرة)

<sup>(38)</sup> (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنائز، الجزء 3، الصفحة 32، الحديث 4156، مكتبة القديسي، القاهرة)

<sup>(39)</sup> (السنن الکبریٰ، کتاب الجنائز، جماعت أبواب التکبیر علی الجنائز و من أولى بادخاله القبر، باب القراءة في صلاة الجنائز، الجزء 4، الصفحة 63، الحديث 6954، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

<sup>(40)</sup> یہ حدیث تقریباً برمشہور کتب حدیث میں موجود ہے۔

**جواب:** یہ تو معلوم نہیں کہ جنازہ نماز نہیں دعا ہے اسے نمازِ محض اس لئے کہتے ہیں کہ بعض صورتوں میں اسے نماز سے مشاہہت ہے جیسے طہارت، صفائی باندھنا وغیرہ۔ اگر غیر مقلدین اسے بھی باقی نمازوں کی طرح سمجھتے ہیں تو پھر رکوع اور سجدہ بھی کیا کریں کیونکہ رکوع اور سجود کے بغیر بھی نماز جائز نہیں۔

**سوال:** جب نمازِ جنازہ کو حنفی دعا سمجھتے ہیں تو پھر جنازہ کے بعد دعا کیوں مانگتے ہیں؟

**جواب:** دعا کے بعد دعا مانگنا اور اللہ تعالیٰ سے بار بار مانگنا بالکل جائز ہے۔ علاوہ ازیں نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے متعلق بھی احادیث مبارکہ ہیں جن کی تفصیل فقیر نے رسالہ "بعد نمازِ جنازہ کے دعا کا ثبوت" میں لکھ دی ہیں۔

**قاعدہ:** اس قاعدے سے مسئلہ اذان بر قبر بھی واضح ہوا کہ قبر پر اذان کا نام اذان بوجہ مشاہہت ہے ورنہ وہ بھی تلقین میت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "قبر پر اذان"۔

**دعوتِ غور و فکر:** غیر مقلدین پر ہمارا سوال ہے کہ کیا حضور ﷺ کی نمازِ جنازہ میں صحابہ کرام نے سورہ فاتحہ پڑھی تھی۔ اگر ثابت کر سکیں اور نہیں کر سکیں گے تو پھر بتائیں حضور ﷺ کی نمازِ جنازہ ہوئی یا نہیں؟ اگر کوئی کم عقل کہہ دے کہ احتفاظ ثابت کریں کہ سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی تو میں جواباً عرض کروں گا کہ سیدنا فاروق اعظم و سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واضح ارشادات کے بعد اس اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔

**غیر مقلدین سے دوسرا سوال:** اگر غیر مقلدین کو حضور ﷺ کی تمام حدیثوں پر عمل کرنے کا بے حد شوق ہے تو وہ جنازہ کے تکبیرات کی تعداد کسی حدیث سے متعین کر دیں۔ چار تکبیرات کی روایات مشہور ہیں لیکن پانچ تکبیرات کی صحیح روایت بھی ہے: **عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: كَانَ زَيْدُ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِرِ تَأْزِبَعًا، وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَائِرِ خَسِّيَا، فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا»**<sup>(41)</sup> (مسلم شریف)

یعنی عبد الرحمن بن ابی یعلیٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ زید بن ارقم ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے پانچ تکبیریں کہا دیں ہم نے پوچھا تو فرمایا کہ حضور ﷺ پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے غیر مقلدین بتائیں کہ جنازہ میں تکبیرات چار ہیں یا پانچ۔ اگر پانچ ہیں تو زید بن ارقم جب تک چار تکبیریں کہتے رہے وہ جنازے ہوئے یا نہیں؟ اگر تکبیریں چار تھیں تو جس جنازے پر پانچ تکبیریں کہیں گئیں وہ نمازِ جنازہ ہوئی یا نہیں۔

فقیر نے اپنی استطاعت پر احتفاظ کا موقف احادیث سے ثابت کر کے غیر مقلدین کی ایجاد کردہ بدعت کا بھی جواب دیا ہے اور ان کے اعتراضات کے جوابات بھی لکھے ہیں۔

<sup>(41)</sup> صحيح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر، الجزء 2، الصفحة 659، الحديث 72-957. دار إحياء التراث العربي بيروت

وَمَا تُوفِيقُ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فقط والسلام

محمد فيض احمد أوسى رضوى غفرله

رجب المربى 1422 هـ 25